انگوٹھے چومنے کا مسئلہ

دیوبند کی عدالت میں

اذان میں انگوٹھے چومنے کی من گھڑت روایات پر
شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ
شیخ المفسرین حضرت مولانا عبدالحمید خان سواتیؒ
فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
کی تحقیقات کا مفید اور معلوماتی مجموعہ

نعمان محمد امین

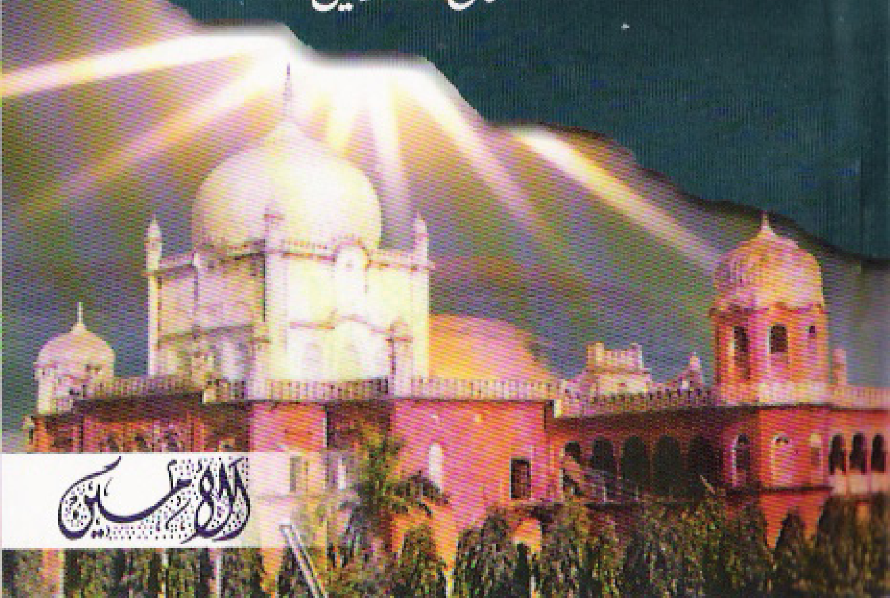

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

انگوٹھے چومنے کا مسئلہ

دیوبند کی عدالت میں

ازان میں انگوٹھے چومنے کی من گھڑت روایات پر
شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ
شیخ المفسرین حضرت مولانا عبدالحمید خان سواتی
فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
کی تحقیقات کا مفید اور معلوماتی مجموعہ

نعمان محمد امین

الامین

Www.Ahlehaq.com

www.Ahlehaq.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت..........۲

کتاب..........انگوٹھے چومنے کا مسئلہ دیوبندی عدالت میں

مرتب..........نعمان محمد امین

کمپوزنگ..........بنوریہ گرافکس

صفحات..........۶۷

طابع..........اشہد پرنٹنگ سروس

اشاعت اول..........ذوالقعدہ ۱۴۲۹ھ/نومبر ۲۰۰۸ء

ناشر..........''الامین''

مسلم آباد، نیو ایم اے جناح روڈ، کراچی

اشاکسٹ

مکتبہ رشیدیہ، بالمقابل مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی

فون:021-2767232

ملنے کے پتے

ادارۃ الانور، علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن، کراچی

مکتبہ عمر فاروقؓ، جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی، کراچی

حاجی امداد اللہ اکیڈمی، مارکیٹ ٹاور، حیدرآباد

مجیدیہ کتب خانہ، اردو بازار، ملتان

مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، راول پنڈی

مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ

Www.Ahlehaq.com

فہرست مضامین

عنوانات		صفحہ
انتساب		۸
اپنی بات	نعمان محمد امین	۹
اذان ○ تاریخ، اہمیت، فضیلت، سبق	تنویر احمد شریفی	۱۱
نمازوں کی اطلاع کیسے ہو؟		۱۴
کلمات اذان کی ترکیب وترتیب		۱۷
خواب کے ذریعے حکم اذان کی حکمت		۱۹
اذان کی فضیلت		۱۹
چند مسائل		۲۱
احمد رضا بریلوی کا فتویٰ		۲۵
دیوبند اور بریلوی اختلافات کا فرق		۲۹
انگوٹھے چومنے کا مسئلہ دیوبند کی عدالت میں		۳۲
حضور علیہ السلام کے اقوال وافعال پوشیدہ نہیں		۳۳
اذان کے وقت حضور علیہ السلام کی تعلیم		۳۳
دین میں ایجادات مردود ہیں		۳۶

www.Ahlehaq.Com

بہترین بات وسیرت اور بدترین گمراہی ۳۶

بریلوی اپنا ٹھکانہ جان لیں ۳۷

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی تحقیق ۳۸

انگوٹھا چومنے والی روایت کا بے وقوف راوی ۳۸

انگوٹھا چومنا صحابہؓ پر بداعتقادی ہے ۴۲

مباح عمل میں بدعت کی آمیزش ہوتو وہ عمل ناجائز ہے ۴۴

مستحب عمل کو لازم سمجھنا گناہ اور بدعت ہے ۴۵

کفار سے مشابہت والا فعل ناجائز ہے ۴۵

سنت وبدعت میں تردد ہو جائے تو کیا کرے؟ ۴۶

مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالحمید سواتیؒ کی تحقیق ۴۸

انگوٹھا چومنے کی من گھڑت روایت ۴۸

ضعیف احادیث پر عمل کی شرائط ۴۸

انگوٹھا چومنے کا مسئلہ ۵۰

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کی تحقیق ۵۱

احمد یار خان کی اپج ۵۲

ایک وہم اور اس کا ازالہ ۵۳

ضعیف حدیث کی تحقیق ۵۴
احمد رضا خان کا بے ثبوت احادیث کے متعلق ارشاد ۵۷
بریلوں کا انجیل برناباس پر اعتماد اور شریعت محمدی پر بداعتمادی ۶۳
خاتمہ: وصیت حضرت مجدد الف ثانیؒ ۶۶

www.Ahlehaq.com

www.Ahlehaq.Com

انتساب

اس کتاب کو اپنے روحانی استاذ، شیخ الحدیث، امام اہل سنت حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کے نام معنون کرتا ہوں، جن کی کتابوں سے راقم الحروف نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ خاص کر اہل بدعت کی بدعات کا جو علمی رد انہوں نے کیا ہے اس پر میں انہیں سلام عقیدت پیش کرتا ہوں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ انہیں ان کی علمی خدمات کے صلے میں خوب خوب نوازے۔ جو علمی کام حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے کیے ہیں ان سے مجھ جیسے نہ جانے کتنے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور فرقۂ باطلہ کے خلاف علمی محاذ پر ان کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اس معاملے میں ہم حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے احسان مند ہیں اور رہیں گے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ میری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین

خاکپائے اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی

نعمان محمد امین

www.Ahlehaq.Com

اپنی بات

آج سے تقریباً دو مہینے پہلے کی بات ہے کہ میرے ایک عزیز دوست جناب عبدالمتین کھتری کے موبائل پر ایک بریلوی کا sms آیا، جوان کے تعلق والوں میں سے تھا۔ اس میسج میں ضعیف اور موضوع حدیث کو پیش کر کے اس بات کی تاکید کی جارہی تھی کہ اذان میں "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کے الفاظ سن کر اپنے انگوٹھے چومیے۔

اس مسئلے پر اس بریلوی سے کافی علمی بحث ہوئی، آخر میں نے کہا:

"تم انگوٹھے چومنے کا عمل امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ" سے ثابت کر دو میں انگوٹھے چومنا شروع کردوں گا"۔

آج قریب اس بات کو دو مہینے ہو گئے ہیں، وہ بریلوی اس بات کو ثابت نہیں کر پایا۔

خیر! اس سے نمٹنے کے بعد میں نے مارکیٹ میں اس کے رد پر کتابیں تلاش کیں تو مجھے اس کے رد پر مستقل لکھی گئی کوئی کتاب نہیں ملی۔ پھر اپنے بزرگوں اور علمائے دیوبند کی کتابوں میں جو کچھ ملا میں نے سوچا کہ اسے جمع کر کے باقاعدہ ایک مضمون کی شکل دے کر شایع کرایا جائے تاکہ یہ

بریلوی کسی کو تنگ کریں تو اس کے پاس بریلوی کو جواب دینے کے لیے مضبوط دلائل یک جا ہوں۔

بس اللہ رب العزت کا مجھ پر احسان ہوا جو اس نے مجھ سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا، جس کا سہرا علمائے دیو بند کو ہی جاتا ہے۔ کیوں کہ انہیں کی کتابوں سے استفادہ کر کے یہ رسالہ مرتب کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ برادرم حافظ تنویر احمد شریفی نے قدم قدم پر جس طرح میرا ساتھ دیا ہے میں صرف بدلے میں ان کے لیے دعا ہی کر سکتا ہوں۔

باقی اس ناچیز نے ایک چھوٹی سی کوشش کی ہے، وہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

آپ کی نیک دعاؤں کا طالب
نعمان محمد امین

۱۷/اکتوبر ۲۰۰۸ء

Www.Ahlehaq.Com

اذان

○ تاریخ ○ اہمیت ○ فضیلت ○ سبق

پس منظر:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد دو نمازیں، فجر اور عصر فرض ہو چکی تھیں۔ سفر معراج میں اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں اس امت کے لیے تحفتاً عطا فرمائیں جو ہم پر فرض ہیں۔ ہجرت سے پہلے مشرکین مکہ مسلمانوں پر انتہائی ظلم و ستم کرتے تھے اور حرم محترم (مسجد الحرام) میں نماز پڑھنا بھی محال تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا اور ساتھ ساتھ شفقت یہ تھی کہ ظہر، عصر اور عشاء کی نماز کی دو رکعتیں پڑھنے کا حکم تھا۔

مشرکین کے ظلم و ستم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مکۂ مکرمہ چھوڑنے (ہجرت) کا حکم دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکۂ مکرمہ سے مدینۂ منورہ تشریف لے گئے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حدیث شریف حضرت امام بخاریؒ نے روایت کی ہے کہ مدینۂ منورہ آنے کے بعد ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں کی رکعتیں حضر (حالت اقامت) میں چار چار اور سفر میں دو، دو رکعتیں کر دی گئیں۔

www.Ahlehaq.com

نمازوں کی اطلاع کیسے ہو؟

۱ھ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر جب مکمل ہوگئی تو مسلمان نمازوں کے لیے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ لیکن مصروفیات کے باعث ضرورت محسوس کی گئی کہ جماعت کا وقت قریب آنے پر عام اطلاع دی جائے، لیکن اس کا طریقہ کیا ہو؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ فرمایا۔ مشورے میں کسی نے کہا:

- ……اس کے لیے بہ طور علامت کوئی خاص جھنڈا بلند کیا جایا کرے۔
- ……کسی بلند جگہ آگ روشن کی جائے۔
- ……یہودیوں کی طرح بوق (بھونپو) بجایا جائے۔

قربان جایئے ہمارے دین کے، کتنا خیال رکھا گیا کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آگ کے روشن کرنے سے مجوسیوں کے ساتھ، بھونپو بجانے سے یہودیوں کے ساتھ اور گھنٹا بجانے سے نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہوگی، جس کی وجہ سے اہل اسلام اور ان مذاہب والوں میں فرق مشکل ہو جائے گا، اس لیے یہ طریقے ناپسند فرمادیئے۔ رہا جھنڈا بلند کرنا، یہ بھی کوئی خاص علامت نہیں۔

حضور علیہ السلام اور مسلمانوں کی یہ مجلس شوریٰ بغیر کسی نتیجے پر پہنچے

www.Ahlehaq.Com

برخاست ہوگئی۔ آپ اس مسئلے میں متفکر رہے اور اس فکرمندی میں بعض صحابہؓ متفکر ہوگئے۔ سیرت کی کتابوں میں ہے کہ سب سے زیادہ اس فکر کا اثر حضرت عبداللہ ابن زید ابن عبدربہ رضی اللہ عنہ پر تھا۔

سنن ابی داؤد اور سنن الدارمی میں ایک طویل حدیث ہے کہ

''حضرت عبداللہ ابن زید ابن عبدربہؓ کے صاحب زادے حضرت محمدؒ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد عبداللہ ابن زیدؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس کے لیے فرمایا کہ وہ بنوایا جائے، تاکہ اس کے ذریعے نماز باجماعت کا اعلان لوگوں کے لیے کیا جائے تو خواب میں میرے سامنے ایک شخص آیا، جو اپنے ہاتھ میں ناقوس لیے ہوئے تھا، میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! یہ ناقوس تم بیچتے ہو؟ اس نے کہا: تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعے اعلان کرکے لوگوں کو نماز کے لیے بلایا کریں گے۔ اس نے کہا: کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتادوں جو اس کام کے لیے اس سے بہتر ہے۔ میں نے کہا: ہاں! ضرور بتایئے۔ اس نے کہا کہو: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ ο اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ ο اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ο اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ο اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ο اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ο حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ο حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ο حَیَّ عَلٰی

اَلْفَلَاحِ ٥ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ٥ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ ٥ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ٥

حضرت عبداللہ ابن زیدؓ فرماتے ہیں کہ یہ پوری اذان بتا کے وہ شخص مجھ سے تھوڑی دور پیچھے ہٹ گیا اور تھوڑے توقف کے بعد اس نے کہا: پھر جب نماز قایم کرو تو اقامت اس طرح کہو: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ ٥ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ٥ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ٥ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ٥ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ٥ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ٥ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ٥ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ ٥ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ......

حضرت عبداللہ ابن زیدؓ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی صبح ہوئی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا وہ آپ کو بتایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ رویائے حق (سچا خواب) ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ تم (حضرت) بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کلمات کی تلقین کرو جو خواب میں تم نے دیکھے ہیں اور وہ پکار کے ان کلمات کے ذریعے اذان کہیں، کیوں کہ ان کی آواز تم سے زیادہ بلند ہے۔ تو میں (حضرت) بلالؓ کے ساتھ کھڑا ہوا، میں ان کلمات کی تلقین کرتا تھا اور وہ اذان دیتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن زیدؓ فرماتے ہیں کہ (حضرت) عمر ابن الخطابؓ نے اپنے گھر میں (اذان کے کلمات کو) سنا تو وہ جلدی میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکلے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے تھے: قسم اس پاک ذات کی جس نے آپ کو دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں نے ویسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا (حضرت) عبداللہ ابن زیدؓ نے دیکھا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فللّٰہ الحمد''

(بحوالہ معارف الحدیث: ج۳ص۱۳۶-۱۳۵)

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد منظور نعمانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اس حدیث سے متعلق دو باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔ ایک یہ کہ اس میں حضرت عبداللہ ابن زید کا بیان نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اعلان کے واسطے ناقوس بنوانے کے لیے فرمایا تھا اور حضرت انسؓ کے صاحب زادے حضرت ابو عمیرؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے سامنے جب ناقوس کی تجویز پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ''وہ نصاریٰ کی چیز ہے۔'' اس عاجز (مولانا نعمانیؒ) کے نزدیک اس اختلاف روایت کی صحیح توجیہ یہ ہے کہ نماز کے اعلان کے لیے جو چند تجویزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئی تھیں اُن میں سے جھنڈے والی اور آگ

روشن کرنے والی اور یہودیوں کے نرسنگھے والی تجویزوں کے متعلق تو آپ نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرما کر واضح طور پر ان کو نامنظور کر دیا تھا اور اسی لیے ان میں سے ہر تجویز کے بعد کوئی دوسری تجویز پیش کی گئی، لیکن ناقوس والی آخری تجویز کے بارے میں آپ نے صرف یہ فرمایا کہ "ھو من امر النصاریٰ" (وہ نصاریٰ کی چیز ہے) اور کوئی ایسا لفظ نہیں فرمایا جس سے واضح طور پر اس کی نامنظوری سمجھی جاتی۔ ممکن ہے کہ آپ کے اُس وقت کے لب ولہجے سے بھی بعض صحابۂ کرامؓ نے یہ سمجھا ہو کہ دوسری تجاویز کے مقابلے میں آپ کے نزدیک اس تجویز کو کچھ ترجیح ہے اور اس بنا پر انہوں نے یہ خیال کر لیا ہو کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بادل ناخواستہ اس تجویز کو قبول فرما لیا ہے اور جب تک کہ کوئی اور بہتر تجویز سامنے نہ آئے فی الحال ناقوس والی تجویز ہی پر عمل ہوگا (اور غالباً اسی لیے اس کے بعد کسی کی طرف سے کوئی اور تجویز نہیں پیش کی گئی)۔ بہر حال اس عاجز کا خیال ہے کہ حضرت عبداللہ ابن زیدؓ نے غالباً اسی صورت کو "اُمر بالناقوس" سے تعبیر فرما دیا ہے۔ کبھی کبھی کسی چیز کی اجازت اور اختیار دینے کو بھی امر سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کی مثالیں بہ کثرت موجود ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دوسری وضاحت طلب بات اس حدیث میں یہ ہے کہ اذان میں جو کلمات دو دو دفعہ کہے گئے تھے اقامت میں ان کو صرف ایک دفعہ کہا گیا ہے۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ اقامت میں ان کلمات کے ایک ہی دفعہ کہنے کا حکم تھا۔ لیکن بعض دوسری حدیثوں میں اذان کی طرح اقامت میں بھی ان کلمات کا دو دو دفعہ کہنا وارد ہوا ہے۔ بعض ائمہ نے اپنے اصول اور اپنی معلومات کی بنا پر ایک ایک دفعہ والی روایات کو ترجیح دی ہے اور بعض نے دوسری قسم کی روایات کو، لیکن اس میں شبہ نہیں کہ اقامت کی یہ دونوں صورتیں ثابت ہیں اور اختلاف صرف ترجیح اور افضلیت میں کیا جا سکتا ہے۔''

(معارف الحدیث: ج ۳، ص ۸-۱۴۶)

کلمات اذان کی ترکیب وترتیب:

اذان کے کلمات کی ترکیب وترتیب نہایت عجیب انداز میں ہے۔ چند کلمات میں اسلام کے تین بنیادی اصول توحید، رسالت اور آخرت کو ذہن نشین کرایا گیا ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ میں اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عظمت وکبریائی، اَشْہَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں توحید کا اثبات اور شرک کی نفی،

www.Ahlehaq.com

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں اثبات رسالت اور اس بات کا اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی عبادت کا طریقہ ہمیں نبی برحق کے ذریعے معلوم ہوا (صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ)۔

اعلان توحید و رسالت کے بعد لوگوں کو سب سے افضل اور بہترین عبادت کی طرف حی علی الصلوٰۃ کہہ کر دعوت دی گئی۔ اس کے بعد حی علی الفلاح کے نپے تلے جملے کہہ کر ہمیشہ کی فلاح و کامیابی کی طرف بلایا گیا، جس سے معاد یعنی آخرت کی طرف اشارہ ہو جاتا ہے کہ اگر بقائے دوام اور ہمیشہ کی بہبودی اور کامیابی چاہتے ہو تو مولائے حقیقی کی اطاعت اور بندگی میں لگ جاؤ۔

آخر میں اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہ اللہ سب سے اعلیٰ و برتر ہے، اس کے سوا کوئی معبود اور بندگی و عبادت کے لائق نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جسے عقل سلیم عطا فرمائی ہے وہ کلمات اذان کا ایک سرسری ترجمہ دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ اذان سراسر دعوت حق اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والی آواز ہے۔ اس کے برعکس یہود و نصاریٰ اور ہنود وغیرہ کا بوق و ناقوس اور گھنٹہ و سنکھ سب کھیل تماشے ہیں۔ باری تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور اس کی الوہیت و وحدانیت کے اعلان سے بندہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ گھنٹوں اور طبلوں کی آواز سے کبھی نہیں پہنچ سکتا۔

خواب کے ذریعے حکم اذان کی حکمت:

اذان کی مشروعیت خواب کے ذریعے ہوئی۔ حالاں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ براہ راست وحی کے ذریعے بھی حکم فرما سکتے تھے۔

اہل علم نے اس کی حکمت یہ بیان فرمائی ہے کہ اذان میں حضور علیہ السلام کی نبوت ورسالت کا اعلان بھی ہے اور آپ کی نبوت ورسالت کی اشاعت بھرپور طریقے سے کرنا اور آپ کے اس دین حق کی طرف دعوت دینا یہ خادموں اور غلاموں کا فریضہ ہے۔ اگرچہ اذان کے کلمات حضور علیہ السلام کو شب معراج میں آسمان پر سنا دیے گئے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت امام سیوطیؒ نے الخصائص الکبریٰ میں یہ حدیث روایت کی ہے۔

(ج ۱، ص ۱۶۴)

اسی طرح حضرت اماں عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آسمان میں اذان دی اور مجھ کو امامت کے لیے آگے کیا۔ بس میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔

(الخصائص الکبریٰ: ج ۱، ص ۱۷۶)

اذان کی فضیلت:

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

www.nafseislam.com

''جس نے سات سال تک اذان دی اللہ تعالیٰ سے ثواب واجر طلب کرتے ہوئے، اس کے لیے دوزخ سے برأت لکھ دی جائے گی۔''

(جامع ترمذی: ص ۵۷۔ سنن ابن ماجہ: ص ۵۳)

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''موذن کی آواز کو جہاں تک بھی کوئی جن، انسان یا کوئی چیز سنے گی تو اس کے لیے قیامت کے دن گواہی دے گی۔''

(صحیح بخاری: ج ۱، ص ۸۶)

حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا:

''موذن قیامت والے دن بلند گردنوں والے ہوں گے (یعنی خاص نورانیت سے نمایاں ہوں گے۔'' (صحیح مسلم ج ۱، ص ۱۶۷)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس وقت نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پشت پھیر کر گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے، اتنا دور کہ وہ اذان کی آواز نہ سن سکے۔ پھر جب اذان ختم ہوتی ہے تو آ جاتا ہے۔ جب اقامت (تکبیر) ہوتی ہے تو پھر اسی طرح بھاگتا ہے، جب ختم ہوتی ہے تو آ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آدمی اور اس کے جی میں خیالات ڈالتا ہے، وسوسہ

Www.Ahlehaq.Com

اندازی کرتا ہے، فلاں چیز کو یاد کرو، فلاں بات کو یاد کرو۔ یہاں تک کہ نماز پڑھنے والا شبہ میں پڑ جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔" (صحیح بخاری: ج۱ص۸۵۔ صحیح مسلم: ج۱ص۱۶۸)

چند مسائل:

- فرائض خمسہ (فرض عین) اور جمعہ کی نماز کے علاوہ کسی نماز سنن، وتر، تراویح، عیدین، استسقاء، جنازہ اور نوافل (ماسوائے تہجد کے وہ بھی صرف رمضان میں) اذان و اقامت کا حکم نہیں ہے۔
- خطرے کے وقت شیاطین او جنات کو بھگانے کے لیے اذان ثابت ہے۔
- نومولود بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت مستحب ہے۔
- میت کے دفن کرنے کے وقت یا دفن کے بعد قبر کے پاس اذان دینا بدعت ہے۔
- اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنا مستحب ہے۔
- اذان کے کلمات آرام آرام سے اور اقامت کے کلمات جلدی کہنا چاہیے۔
- موذن کے لیے مسائل ضروریہ نیز نماز کے اوقات سے واقفیت ضروری ہے۔ اگر جاہل ناواقف شخص اذان دے تو اسے موذنین کے برابر ثواب نہیں ملے گا۔

Www.Ahlehaq.Com

○ موذن عاقل، بالغ اور مرد ہو۔ اگر عورت اور نا سمجھ بچہ اذان دے گا تو اعادہ کرنا پڑے گا۔

○ دس بارہ سال کا سمجھ دار لڑکا اذان دے سکتا ہے۔

○ اذان قبلہ رخ ہو کر کہنا مستحب ہے۔

○ اذان مسجد کے باہر دینا مستحب ہے۔

○ باوضو اذان کہنا مستحب ہے اور بغیر وضو اگرچہ ہو جاتی ہے لیکن اس کی عادت بنانا بہت بری بات ہے۔

○ جنابت کی حالت میں اذان کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ ایسی اذان کا اعادہ واجب ہے۔

○ اذان کے کلمات عربی میں ہونے ضروری ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ دوسری زبانوں میں یا اذان کے کلمات کے علاوہ عربی زبان ہی کے دوسرے کلمات ادا کرنے سے اذان نہ ہوگی۔

○ کوئی شخص اذان واقامت غلط کہے تو اس کا اعادہ کرنا چاہیے۔

○ جو لوگ گھر میں نماز پڑھتے ہیں ان کے لیے محلے کی مسجد کی اذان کافی ہے۔

○ سفر میں نماز کے لیے اذان کہنا سنت ہے۔

○ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد تمام کاروبار بند کر دینے چاہئیں۔ پہلی اذان کے بعد دکان / آفس کھلا رکھنا ناجائز ہے۔ اس وقت جو خرید وفروخت ہوگی وہ مکروہ

تحریمی ہے۔ البتہ دوسری اذان کے بعد کسی کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔

- وقت سے پہلے دی ہوئی اذان نہیں ہوتی۔ ایسی اذان کا اعادہ ضروری ہے۔
- اذان سننے والا مرد ہو یا عورت، طاہر و غیر طاہر، اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔
- اذان کا جواب بھی احادیث میں سکھایا گیا ہے، اس میں کسی چیز کی کمی بیشی اور طریقے میں فرق کرنا بدعت ہے۔
- جمعہ کی دوسری اذان کا جواب دینا جائز نہیں۔
- اذان کے بعد موذن اور سامع کے لیے درود شریف پڑھ کر دعائے وسیلہ پڑھنا سنت ہے۔
- سات صورتوں میں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے۔

۱۔ نماز کی حالت میں
۲۔ خطبے کی حالت میں
۳۔ وظیفۂ زوجیت کے وقت
۴۔ قضائے حاجت کے وقت
۵۔ حیض و نفاس کی حالت میں
۶۔ علم دین کے درس و تدریس کے وقت
۷۔ کھانا کھانے کے وقت

قارئین کرام! اذان کی تاریخ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے

ارشاداتِ فضیلت اور طریقۂ تعلیم آپ نے پڑھے۔ اس میں کہیں بھی موجودہ دور کی ''خرافاتِ اذان'' کا ذکر نہیں ہے۔ نہ صلوٰۃ وسلام اذان کے ساتھ پڑھنے کا، نہ اشھد ان محمدا رسول اللہ سن کر انگوٹھے چومنے کا اور نہ قبر پر اذان پڑھنا وغیرہ۔ یہ ساری ایجادات بعد میں انگریز ملعون کے تخلیق کردہ ایک خاص فرقے کی ایجاد ہے۔

دار العلوم دیوبند کے مفتی اعظم اول حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانیؒ سے کسی نے سوال کیا تو آپ نے فتویٰ اس طرح دیا:

سوال: اشھدان محمدا رسول اللہ سن کر قرۃ عینی بلك یارسول اللہ کہہ کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا کیسا ہے؟

جواب: ''بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ اشھدان محمدا رسول اللہ سن کر قرۃ عینی بلك یارسول اللہ کہنا مستحب ہے اور بعض روایات اس بارے میں نقل کی ہیں جو ثابت نہیں ہے۔ پس ترک اس کا احوط ہے۔ بہ وقت اذان جو کلمات منقول ہیں اس کو معمول بہ بنانا چاہیے۔ احداث فی الدین (دین میں نئی بات نکالنا) نہ کرے۔ فقط''

یہاں تک حضرت مفتی صاحبؒ کا جواب ہے اس کی مزید توضیح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمائی:

''جواب صحیح ہے۔ اس سوال کے متعلق یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ بعض

احادیث موقوفہ بھی اس باب میں آئی ہیں۔ قطع نظر صحت سند کے اس میں دو امر قابل لحاظ ہیں۔

ایک یہ کہ ان روایات میں یہ عمل بہ طور علاج وحفاظت رمد (ایک بیماری جس میں آنکھیں سرخ رہتی ہیں) کے آیا ہے، جو ایک امر دنیوی ہے۔ اس میں کوئی فضیلت وغیرہ ثواب کی نہیں اور اب لوگ اس کو ثواب و تعظیم نبوی کہ امر دینی سمجھ کر کرتے ہیں اور تداوی (علاج کرنے) کو عبادت سمجھنا بدعت ہے۔ اس لیے یہ اعتقاد سے بدعت ہوگا۔

دوم یہ کہ کرنے والے اس کا التزام (کسی بات کو لازم کرلینا) عملی واعتقادی کرتے ہیں اور تارک (چھوڑنے والے) کو مطعون (بدنام) سمجھتے ہیں۔ فقط" (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ج ۲، ص ۱۲۵-۱۲۶)

احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ:

جو فرقہ دین وشریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انگوٹھے چومنے کو عبادت اور نہ چومنے والے کو وہابی کہتے ہیں، وہ ذرا غور وفکر کریں۔ ان کے امام وپیشوا، جن کا مذہب ان کی کتابوں سے اظہر من الشمس ہے اور اس کو لازم پکڑنا دین وشریعت سے بھی زیادہ ضروری ہے، وہ انگوٹھا چومنے کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں۔

ان کا فتویٰ مسمّٰی بہ "ابر المقال فی استحسان قبلۃ الاجلال" نوری بک

ڈپو، بالمقابل دربار داتا صاحب، لاہور کی شائع کردہ کتاب ''مذہب اہل سنت والجماعت عقائد علمائے اہل سنت'' کے صفحہ ۲۶۹ پر موجود ہے۔جس پر تاریخ اشاعت درج نہیں ہے۔اس فتوے کا سرورق اور ص ۲۶۹ کا عکس شائع کیا جارہا ہے، تاکہ سند رہے۔

انگوٹھے چومنے کے مسئلے پر برادر عزیز نعمان محمد امین زید فضلہٗ نے ہمارے اکابر علمائے کرام کی تحقیقات کو جمع کیا ہے، جو آپ کے پیش نظر ہے۔اس میں اس مسئلے کو نہایت واضح کردیا گیا ہے۔اب بھی جو اس کو تسلیم نہ کرے اور ضد پر اڑا رہے کہ دین کا حصہ ہے تو وہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (الآیۃ) کا انکاری ہے۔قرآن کریم کے ایک حرف کا انکار بھی دائرۂ اسلام سے خارج کردیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کام کو شرف قبولیت عطا فرمائے، ہم سب کی نجات کا ذریعہ بنائے اور اپنے دین کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

تنویر احمد شریفی عفی عنہ

۳۰ رشوال المکرم ۱۴۲۹ھ

۳۰ راکتوبر ۲۰۰۸ء

سرورق کا عکس

[illegible]

[illegible]

سے بنام تاریخی

ابر المقال

فی

استحسان قبلۃ الاجلال

از تصنیفات

اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد المئتہ الحاضرہ شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

نوری بک ڈپو مقابل دربار داتا صاحب

سوال وجواب کا عکس

۲۶۹

اذان کے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں

مولوی احمد رضا بریلوی کا فتویٰ

۳

مسئلہ [illegible] کہ [illegible] وقت [illegible]
[illegible] اگر [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] حدیث شریف سے ثابت کرتے ہیں [illegible]
بینوا توجروا۔

الجواب: اذان کے وقت [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] انگوٹھے [illegible] کسی حدیث [illegible]
[illegible] سے ثابت نہیں [illegible] روایت کیا جاتا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

www.ahlehaq.com

دیوبندی اور بریلوی اختلافات کا فرق

دیوبندیوں اور بریلویوں کے درمیان اختلافی مسائل کوئی نئے بات نہیں، لیکن جب دیوبندی کسی مسئلے پر دلیل پیش کرتے ہیں تو قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور فقہ حنفی سے پیش کرتے ہیں، جب کہ بریلویوں کی گاڑی ضعیف اور موضوع حدیث اور ان کے اکا'حضرت کے قول سے چلتی ہے۔ باقی رہی فقہ' حنفی کی بات تو وہ ان کے لیے حجت نہیں۔

آپ کہیں گے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں، کیوں کہ بریلوی تو اپنے آپ کو "اہل سنت والجماعت حنفی" کہتے ہیں۔ حنفی تو ان کے مذہب کا حصہ ہے۔ الحمدللہ! دیوبندی بغیر دلیل کے کوئی بات نہیں کرتے۔

بریلویوں کے مفتی احمد یار خان گجراتی اپنے رضاخانی مذہب کی نمائندگی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"امام ابوحنیفہ" کی مسئلہ' عقائد میں تقلید نہیں ہوئی"

(جاءالحق: ص ۱۲۷)

اب اس سے دو باتیں اخذ کی جاسکتی ہیں:

ا:...... حضرت امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عقائد معاذ اللہ درست نہیں تھے، اسی وجہ سے بریلوی ان کی تقلید عقائد میں نہیں کرتے۔

۲:...... یا یہ ماننا پڑے گا کہ ان بریلویوں کے عقائد ہی بالکل الگ اور نرالے ہیں، اسی وجہ سے وہ صحیح عقائد جو حضرت امام اعظم سیدنا ابو حنیفہؒ کے ہیں اس کی تقلید نہیں کرتے۔

ایک جدید مذہب:

اب یہاں ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ عقائد کا تعلق تو مذہب سے ہوتا ہے، کیا ان بریلویوں کا کوئی الگ مذہب ہے؟

اس کا جواب ہے "جی ہاں۔"

اور دلیل اس کی یہ ہے کہ بریلوی مذہب کے بانی اپنی موت سے دو گھنٹہ دس منٹ پہلے یہ وصیت کر کے گئے تھے کہ

> "تم سب محبت اور اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قایم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (وصایا شریف: ص ۹)

اب یہاں بہت ہی صاف اور واضح لفظوں میں لکھا ہے کہ جہاں تک ہو سکے شریعت کا اتباع نہ چھوڑو۔ شریعت نام ہے قرآن وحدیث اور اجماع وقیاس کا اور ہمارے مذہب کا مدار یہی ہے۔ لیکن احمد رضا خان بریلوی کہتے ہیں کہ "میرا دین و مذہب جو میری کتابوں سے ظاہر ہے۔" تو اس کا

www.Ahlehaq.com

مطلب تو یہی ہوا کہ شریعت اور احمد رضا بریلوی کا دین ومذہب دو الگ الگ چیزیں ہیں۔

موصوف شریعت کے لیے تو کہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے شریعت پر عمل کرنا، لیکن میرے مذہب پر عمل کرنا تو ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ یعنی اپنے دین ومذہب کو احمد رضا بریلوی شریعت پر نہ صرف فوقیت دیتے ہیں بلکہ ہر فرض (کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور حقوق العباد وغیرہ) سے اہم فرض قرار دیتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اس مذہب پر میں کچھ لکھنے بیٹھوں گا تو بات طویل ہو جائے گی اور اصل موضوع رہ جائے گا۔ اس لیے جو حضرات بریلوی مذہب کی حقیقت کا سرسری مطالعہ کرنا چاہتے ہوں وہ حضرت مولانا محمد فاضل کی کتاب ''پاگلوں کی کہانی'' اور جو تفصیل سے جاننا چاہتے ہیں وہ حضرت ڈاکٹر علامہ خالد محمود مدظلہٗ کی کتاب ''مطالعۂ بریلویت'' کا مطالعہ فرمائیں۔

www.Ahlehaq.Com

انگوٹھے چومنے کا مسئلہ دیوبند کی عدالت میں

حضور علیہ السلام کے اقوال وافعال پوشیدہ نہیں:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو پردہ خفا (پوشیدہ) اور امت کی نگاہوں سے اوجھل رہا ہو۔ آپ کی ایک ایک ادا، ایک ایک فعل اور نشست وبرخاست غرضے کہ کوئی بھی آپ کا قول وفعل پوشیدہ نہیں۔

اذان جیسی عبادت جو دن میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی تھی اور ہجرت کے بعد تقریباً دس سال مدینہ طیبہ میں آپ کے سامنے ہوتی رہی اور اذان کے کلمات نیز اذان دینے والوں کے نام اور اذان کی جملہ کیفیات احادیث کے ذخیرے میں موجود ہیں، مگر کسی بھی صحیح روایت میں اس کا ذکر نہیں کہ اذان سنتے وقت انگوٹھے چومنے چاہئیں۔

اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام گرامی محمد سے ہی محبت ہے (اور ہر مسلمان کو ہونی بھی چاہیے، ایمان کی علامت ہے) تو اذان دینے والے کے منہ کو چومنا چاہیے، جس کے مبارک ہونٹوں اور زبان سے یہ مبارک نام نکلا ہے۔ اپنے انگوٹھے تو ہر وقت ساتھ ہی رہتے ہیں، نہ تو ان سے آپ کا اسم گرامی نکلتا ہے اور نہ ان پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔ جب اس فعل کا

صحیح احادیث سے ثبوت ہی نہیں (اور اذان جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور خیر القرون میں بھی ہوتی رہی ہے) تو پھر انگوٹھے چومنے کو آج کیسے دین کہا جاسکتا ہے اور کس طرح اس کو دین کی نشانی بنانا درست ہے اور نہ کرنے والوں کو کیوں کر ملامت کرنا جائز ہوسکتا ہے؟ جب کہ احادیث کی بے شمار کتابیں ہیں اور ان میں باقاعدہ ایک باب ''باب الأذان'' موجود ہے، ان میں کوئی بھی ایک صحیح حدیث موجود نہیں جو کہ اذان کے وقت ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' پر انگوٹھے چومنے پر دلالت کرتی ہو۔

اذان کے وقت حضور علیہ السلام کی تعلیم:

حدیث میں آتا ہے:

۱:...... عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ

(مشکوٰۃ: ج۱، ص۶۴)

''حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاصؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے''۔

دوسری حدیث میں واضح طور پر جواب کا طریقہ بتلایا ہے:

۲:...... عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ (مشکوۃ: ج۱،ص۶۵)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مؤذن جس طرح کہے اسی طرح جواب دو، صرف حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر بھی جواب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنا ہے نا کہ صرف ''صلی اللہ علیہ وسلم'' اور نہ انگوٹھا چومنا۔ جو لوگ اس طرح کرتے ہیں یعنی ''صلی اللہ علیہ

www.ahlehaq.com

وسلم“ اور انگوٹھے چومتے ہیں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر یہ حضرات حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ لوگ جو انگوٹھے چومتے ہیں وہ صرف انگوٹھے کو ہی چومتے ہیں، اگر ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کو چومتے نا کہ صرف انگوٹھے کو۔

۳:...... ”صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کے الفاظ کہو۔“

(کتاب الاذکار للنووی: ص ۳۷)

۴:...... ”اقامت (تکبیر) میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کے الفاظ کہے جائیں۔ (سنن ابی داود: ج ۱ ص ۷۸)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بریلویوں کی ایجاد انگوٹھا چومنا ہے اور یہ دین کا حصہ بنایا گیا ہے۔ جس کا ثبوت نہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے، نہ تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے اور نہ محدثین وفقہاء رحمہم اللہ سے۔

جب شریعت میں اس کا ثبوت ہی نہیں تو معلوم ہوا کہ دین میں یہ ایجاد ہے اور حضور علیہ السلام پر بداعتمادی کا اظہار بھی ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ!

Www.Ahlehaq.Com

وہ دین صحیح نہیں لائے، یہ بریلوی اس کو پورا کر رہے ہیں۔اس پر حضور علیہ السلام نے جو وعیدیں بیان فرمائیں۔وہ بھی پڑھ کر ایمان پختہ کر لیجیے۔

دین میں ایجادات مردود ہیں:

۱:عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ (صحیح بخاری:ج۱،ص۳۷۱۔صحیح مسلم:ج۲، ص۷۷)

''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے اس دین میں نئی بات نکالی جو دین میں نہیں تو وہ بات مردود ہے''۔

بہترین بات وسیرت اور بدترین گمراہی:

۲:عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (صحیح مسلم:ج۱،ص۲۸۴)

''حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اما بعد! بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین

سیرت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور بدترین باتیں وہ نئی نئی نکالی ہوئی ہیں دین میں اور ہر بدعت گمراہی ہوتی ہے"۔

بریلوی اپنا ٹھکانا جان لیں:

۳: عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ وَعَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ اَوْ مَنْ يَّكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ (صحیح بخاری: ج ۱، ص ۲۱۔ صحیح مسلم: ج ۱، ص ۷)

"حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ، حضرت علیؓ، حضرت انسؓ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا پس وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تیار کرے، یا یہ فرمایا کہ جو مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔"

Www.AhleHaq.Com

www.Alahaq.com

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی تحقیق

احادیث میں اذان کی اجابت کے بارے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقہ سکھلایا ہے وہ بالکل واضح ہے۔ اس کو چھوڑ کر ان ضعیف اور منکر روایات پر عمل کرنا انتہائی درجے کی سینہ زوری اور مکابرہ (مقابلہ/جھگڑا کرنا) ہے۔

انگوٹھا چومنے والی روایت کا بے وقوف راوی:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں جو یہ بات منقول ہے کہ

قَبَّلَ بَاطِنَ الْاَنْمِلَتَیْنِ السَّبَّاحَتَیْنِ وَمَسَحَ عَیْنَیْهِ فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِیْلِیْ فَقَدْ حَلَّتْ شَفَاعَتِیْ

”انہوں نے اپنے شہادت کی انگلیوں کے باطن (اندر کے) حصے کو چوما اور آنکھ پر لگایا تو آپ نے فرمایا جو شخص بھی اس طرح عمل کرے گا جو میرے دوست نے کیا تو میری شفاعت اس کے لیے واجب ہو جائے گی“

بدقسمتی سے اس میں تین شرطوں:

Www.Ahlehaq.com

(۱) روایت بہت زیادہ کم زور نہ ہو، مثلاً اس کا راوی جھوٹا یا جھوٹ سے متہم نہ ہو

(۲) وہ چیز شریعت کے کسی عام اصول کے تحت ہو

(۳) اس کو سنت نہ سمجھا جائے،

میں سے ایک بھی نہیں پائی جاتی۔

اول تو وہ روایت ایسی مہمل ہے کہ ماہرین علم حدیث نے اسے موضوع اور من گھڑت کہا ہے۔

دوسرے یہ روایت اصل دین میں سے کسی اصل کے تحت داخل نہیں۔

تیسرے اس کو کرنے والے نہ صرف سنت سمجھتے ہیں بلکہ دین کا اعلیٰ ترین شعار (نشانی) تصور کرتے ہیں اور حضرت علامہ شامیؒ اور دیگر اکابر نے ایسا کرنے کو افتراء علی الرسول (رسول کی طرف نسبت کر کے جھوٹ بولنا) قرار دیا ہے۔

جس شخص نے یہ روایت گھڑی ہے اس نے اپنی کم عقلی کی وجہ سے یہ نہیں سوچا کہ اذان واقامت دن میں ایک مرتبہ نہیں بلکہ روزانہ دس مرتبہ دہرائی جاتی ہے۔ اب اگر اذان واقامت کے وقت انگوٹھے چومنا سنت ہوتا تو جس طرح اذان واقامت مسلمانوں میں متواتر چلی آتی ہے اور مناروں پر گونجتی ہے اسی طرح یہ عمل بھی مسلمانوں میں متواتر ہوتا؟ حدیث

www.Ahlehaq.com

کی ساری کتابوں میں اس کو درج کیا جاتا اور مشرق سے مغرب تک پوری امت اس پر عمل پیرا ہوتی؟

علمائے امت نے تصریح کی ہے کہ امت کے عملی تواتر کے مقابلے میں صحیح ترین حدیث بھی موجود ہو تو اس کو یا منسوخ سمجھا جائے گا یا اس کی کوئی مناسب تاویل کی جائے گی۔

بہر حال ایک متواتر عمل کے مقابلے میں کسی روایت پر عمل کرنا صحیح نہیں۔ حضرت امام ابوبکر جصاصؒ نے ''احکام القرآن'' میں اس قاعدے کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اسی بنا پر ہمارے ائمہ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر مطلع بالکل صاف ہو تو رمضان اور عید کے چاند کے لیے ایک دو آدمیوں کی شہادت کافی نہیں، بلکہ شہادت دینے والی اتنی بڑی جماعت ہونی چاہیے کہ غلطی کا احتمال نہ رہے۔ اس لیے کہ اکا دکا آدمی کی شہادت پر اعتماد کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم اس علاقے کے لاکھوں انسانوں کو گویا اندھا فرض کر رہے ہیں۔ (احکام القرآن)

حضرت امام سرخسیؒ کسی روایت کے انقطاع معنوی (معنوی طور پر کٹ جانا) کی چار صورتیں قرار دیتے ہیں:

اول: وہ کتاب اللہ کے خلاف ہو،

دوم: سنت متواترہ یا مشہورہ کے خلاف ہو،

سوم: ایسے مسئلے میں جس کی ضرورت ہر خاص وعام کو ہے وہ امت کے تعامل کے خلاف ہو،

چہارم: سلف میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا، مگر کسی نے اس کا حوالہ نہ دیا۔

(اصول سرخسی: ج ۱، ص ۳۶۴)

دوسری صورت کے بارے میں لکھتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ الْغَرِيْبُ مِنْ اَخْبَارِ الْاٰحَادِ اِذَا خَالَفَ السُّنَّةَ الْمَشْهُوْرَةَ فَهُوَ مُنْقَطِعٌ فِيْ حُكْمِ الْعَمَلِ بِهٖ. لِاَنَّ مَا يَكُوْنُ مُتَوَاتِرًا مِنَ السُّنَّةِ اَوْ مُسْتَفِيْضًا اَوْ مُجْمَعًا عَلَيْهِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْكِتَابِ فِيْ ثُبُوْتِ عِلْمِ الْيَقِيْنِ، وَمَا فِيْهِ شُبْهَةٌ فَهُوَ مَرْدُوْدٌ فِيْ مُقَابَلَةِ عِلْمِ الْيَقِيْنِ (ص ۳۶۶)

''اسی طرح ایسی خبر واحد جس کا راوی صرف ایک ہو، جب سنت مشہورہ کے خلاف ہو تو (وہ صحیح الاسناد ہونے کے باوجود) عمل کے حق میں منقطع تصور ہوگی۔ کیوں کہ جو سنت کہ متواتر، مستفیض اور مجمع علیہ ہو وہ علم الیقین کے ثبوت میں بہ منزلہ کتاب اللہ کے ہے اور جس چیز میں شبہ ہو وہ علم الیقین کے مقابلے میں مردود ہے۔''

اس کے ذیل میں حضرت امام سرخسیؒ نے بڑے پتے کی بات لکھی ہے

www.ahlehaq.com

اور دراصل اسی کو یہاں نقل کرنا چاہتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں:

فَفِی هٰذَا النَّوْعَیْنِ مِنَ الْاِنْتِقَادِ لِلْحَدِیْثِ عِلْمٌ کَثِیْرٌ وَّصِیَانَةٌ لِلدِّیْنِ بَلِیْغَةٌ، فَاِنَّ اَصْلَ الْبِدَعِ وَالْاَهْوَاءِ اِنَّمَا ظَهَرَ مِنْ قِبَلِ تَرْكِ عَرْضِ اَخْبَارِ الْاٰحَادِ عَلَی الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمَشْهُوْرَةِ

”روایات کو ان دونوں طریقوں سے پرکھنا بہت بڑا علم ہے اور دین کی بہترین حفاظت بھی۔ کیوں کہ بدعات وخواہشات کی اصل یہیں سے ظاہر ہوئی کہ ان افواہی روایات کو کتاب اللہ اور سنت مشہورہ سے نہیں جانچا گیا۔“

آپ غور کریں گے تو تمام بدعات کی جڑ یہی ہے کہ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور امت کے عملی تواتر سے آنکھیں بند کر کے ادھر ادھر سے گری پڑی باتوں کو اٹھا کر انہیں دین بنالیا گیا اور پھر کتاب وسنت کو اس پر چسپاں کیا جانے لگا۔

انگوٹھے چومنا صحابہؓ پر بداعتمادی ہے:

حضرت امام سرخسیؒ لکھتے ہیں:

فَاِنَّ قَوْمًا جَعَلُوْهَا اَصْلًا مَعَ الشُّبْهَةِ فِی اِتِّصَالِهَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَنَّهَا لَا

تُوْجِبُ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ثُمَّ تَأَوَّلُوْا عَلَيْهَا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ الْمَشْهُوْرَةَ وَجَعَلُوا التَّبَعَ مَتْبُوْعًا، وَجَعَلُوا الْاَسَاسَ مَا هُوَ غَيْرُ مُتَيَقَّنٍ بِهٖ، فَوَقَعُوْا فِي الْاَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ (ص ۳۶۷)

''چناں چہ کچھ لوگوں نے ان شاذ روایات کو اصل بنالیا، حالاں کہ ان کی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت مشتبہ (شک والی) تھی اور باوجودے کہ ان سے یقینی علم حاصل نہیں ہوتا اور پھر کتاب اللہ اور سنت مشہورہ میں تاویلیں کر کے اس پر چسپاں کرنا شروع کردیا۔ پس انہوں نے تابع (ماتحت) کو متبوع اور غیر یقینی چیز کو بنیاد بنالیا۔ اس طرح اہوا و بدعات کے گڑھے میں جا گرے''

ٹھیک اسی معیار پر انگوٹھے چومنے کی اس بے اصل روایت کا قصہ بالکل جعلی ثابت ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس کو صحیح سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم حضرات صحابہؓ و تابعینؒ اور بعد کی ساری امت کے تعامل کو جھٹلا رہے ہیں۔ کیوں کہ اگر اس کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہوتی تو ناممکن تھا کہ صحابہؓ و تابعینؒ کی پوری جماعت دن میں دس مرتبہ اس پر عمل نہ کرتی؟ اور ناممکن تھا کہ تمام کتب حدیث میں اس کو جگہ نہ ملتی۔

مباح عمل میں بدعت کی آمیزش ہوتو وہ عمل ناجائز ہے:

جو عمل بہ ذات خود مباح ہو مگر اس میں بدعت کی آمیزش ہو جائے یا اس کو سنت سمجھا جانے لگے تو اس کا کرنا جائز نہیں۔

حدیث وفقہ کی کتابوں میں اس قاعدے کی بہت مثالیں مذکور ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہمارے ائمہ احناف نے نمازوں کے بعد سجدۂ شکر ادا کرنے کو مکروہ لکھا ہے۔ (عالمگیری: ج۱، ص۱۳۶۔ فتاویٰ شامی: ج۱۲، ص۴۰)

در مختار (قبیل صلوۃ المسافر) وغیرہ میں ہے:

سَجْدَةُ الشُّكْرِ مُسْتَحَبَّةٌ. بِهٖ يُفْتٰى، لٰكِنَّهَا تُكْرَهُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ، لِاَنَّ الْجَهَلَةَ يَعْتَقِدُوْنَهَا سُنَّةً اَوْ وَاجِبَةً، وَكُلُّ مُبَاحٍ يُؤَدِّيْ اِلَيْهِ فَهُوَ مَكْرُوْهٌ

"سجدۂ شکر مستحب ہے، اسی پر فتویٰ ہے، لیکن نمازوں کے بعد مکروہ ہے، کیوں کہ جاہل لوگ اس کو سنت یا واجب سمجھ بیٹھیں گے اور ہر مباح جس کا یہ نتیجہ ہو وہ مکروہ ہے"۔

حضرت علامہ شامیؒ اس پر یہ اضافہ کرتے ہیں کہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اس لیے کہ یہ ایک ایسی بات کو جو دین نہیں دین میں ٹھونسنے کے مترادف ہے۔ (ردالمحتار: ج۲، ص۱۲۰)

مستحب عمل کو لازم سمجھنا گناہ اور بدعت ہے:

ایک چیز بہ ذات خود مستحب اور مندوب ہے، مگر اس کا ایسا التزام (لازم سمجھ کر) کرنا کہ رفتہ رفتہ اس کو ضروری سمجھا جانے لگے اور اس کے تارک کو ملامت کی جانے لگے تو وہ فعل مستحب کے بجائے گناہ اور بدعت بن جاتا ہے۔

مثلاً آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد اکثر و بیشتر داہنی جانب سے گھوم کر مقتدیوں کی طرف متوجہ ہوا کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کو نصیحت فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ لگائے کہ دائیں جانب سے گھومنے ہی کو ضروری سمجھنے لگے۔ میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ بسا اوقات بائیں جانب سے گھوم کر متوجہ ہوا کرتے تھے۔

(مشکوۃ: ص ۸۵)

کفار سے مشابہت والا فعل ناجائز ہے:

جس فعل میں کفار و فجار اور اہل بدعت کا تشبہ پایا جائے اس کا ترک (چھوڑنا) لازم ہے۔ کیوں کہ بہت سی احادیث میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و فجار کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

www.Ahlehaq.com

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۷۵)

''جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی میں شمار ہوگا۔''

اسی قاعدے کے تحت علمائے اہل سنت نے محرم میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ''تذکرہ شہادت'' سے منع کیا ہے۔ اصول الصفار اور جامع الرموز میں ہے:

"سُئِلَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنْ ذِکْرِ مَقْتَلِ الْحُسَیْنِ فِیْ یَوْمِ عَاشُوْرَآءَ اَیَجُوْزُ اَمْ لَا، قَالَ لَا، لِاَنَّ ذٰلِکَ مِنْ شِعَارِ الرَّوَافِضِ " (بہ حوالہ الجنۃ لاھل السنۃ: ص ۱۴۰)

''آپ سے دریافت کیا گیا کہ آیا دس محرم کو شہادت حسینؓ کا تذکرہ جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا: جائز نہیں، کیوں کہ یہ رافضیوں کا شعار ہے۔''

اس قاعدے سے معلوم ہوا کہ وہ تمام افعال جو اہل بدعت کا شعار بن جائیں ان کا ترک لازم ہے۔

سنت و بدعت میں تردد ہو جائے تو کیا کرے؟

جب کسی فعل کے سنت و بدعت ہونے میں تردد ہو جائے تو ترک سنت فعل بدعت سے بہتر ہے۔ البحر الرائق: ج ۲، ص ۲۱۔ رد المحتار: ج ۱،

www.Ahlehaq.com

ص ۶۴۲ میں ہے:

اِذَا تَرَدَّدَ الْحُكْمُ بَيْنَ سُنَّةٍ وَبِدْعَةٍ كَانَ تَرْكُ السُّنَّةِ رَاجِحًا عَلٰى فِعْلِ الْبِدْعَةِ

''جب کسی حکم میں تردد ہو جائے کہ یہ سنت ہے یا بدعت؟ تو سنت کا ترک کر دینا بہ نسبت بدعت کرنے کے راجح ہے۔''

اس قاعدے سے ان تمام امور کا حکم معلوم ہو جاتا ہے جن کے سنت اور بدعت ہونے میں اختلاف ہو۔ بعض اسے سنت بتاتے ہوں اور بعض بدعت۔

سنت و بدعت کے سلسلے میں جو نکات میں نے ذکر کیے ہیں اگر ان کو خوب اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو آپ کو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی کہ اہل سنت کون ہے۔

(ملخص اختلاف امت اور صراط مستقیم: حصہ اول، ص ۱۱۵ تا ۱۲۰)

www.Ahlehaq.Com

مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالحمید سواتیؒ کی تحقیق

انگوٹھے چومنے کی من گھڑت روایت:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرا نام سنا اذان میں اور اپنے انگوٹھے کے ناخنوں کو چوما اور آنکھوں پر ملا تو وہ شخص کبھی بھی فکر مند اور غمگین نہ ہوگا۔

حضرت امام سخاویؒ نے اپنی کتاب ''المقاصد الحسنۃ'' میں لکھا ہے کہ یہ حدیث مرفوعاً صحیح نہیں ہے۔ مرفوع وہ حدیث ہوتی ہے جس کو صحابیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرے ''شرح الیمانی'' میں لکھا ہے کہ مکروہ ہے انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں پر رکھنا کہ اس کے بارے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی اور جو روایات آئی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں (حاشیہ جلالین: ص ۳۵۷)

ضعیف احادیث پر عمل کی شرائط:

جمہور علما کے نزدیک اگرچہ ضعیف احادیث پر فضائل اعمال میں عمل کرنا جائز ہے، لیکن اس سلسلے میں یہ بات واضح رہے کہ ضعیف احادیث پر جو محدثین کرامؒ نے عمل جائز قرار دیا ہے وہ مطلق نہیں بلکہ بعض شرائط کے ساتھ مقید ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے۔

Www.Ahlehaq.Com

۱:......پہلی شرط جس پر تمام محدثین کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ ضعف شدید نہ ہو۔
۲:...... ایسی حدیث کسی عام قاعدے کے تحت درج ہو، بے اصل اور اختراع نہ ہو۔
۳:......اس پر عمل کے وقت یہ اعتقاد نہ ہو کہ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے بھی اسی طرح فرمایا کہ ضعیف حدیث پر بالاتفاق عمل کرنے والی بات باطل ہے۔ البتہ جمہور کا یہ مسلک ہے کہ اگر حدیث شدید ضعیف نہ ہو تو اس پر فضائل میں عمل کیا جاسکتا ہے، اگر ضعف زیادہ ہو تو قابل قبول نہیں۔

اس سلسلے کی جو روایات جواز میں پیش کی جاتی ہیں وہ قابل اعتبار نہیں۔ بڑے بڑے محدثین کرام مثلاً حضرت علامہ شمس الدین سخاویؒ، حضرت ابن طاہر فتنیؒ، حضرت زرقانی مالکیؒ، حضرت ملا علی قاری حنفیؒ، حضرت علامہ عینی حنفیؒ، حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل غیر مشروع اور ممنوع ہے اور ان احادیث کے خلاف ہے جو صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں، جن میں اذان کے جواب کا طریقہ سکھلایا گیا ہے۔

انگوٹھے چومنے کا مسئلہ:

کسی شخص نے اذان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر انگوٹھے چومنے کے بارے میں سوال کیا تو مخدوم صاحب (شرف الدین ابن شیخ یحییٰ منیریؒ) نے فرمایا کہ انہوں نے کسی کتاب میں اس کے جواز کے بارے میں نہیں پڑھا اور جو کتابیں ان کے پاس ہیں۔ ان میں بھی کہیں اس کا ذکر نہیں آیا۔ (بہ حوالہ زین بدر عربی، معدن المعانی: ص ۱۱۶)

مخدوم صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا ضیاء الدین سنامیؒ محدث بھی تھے اور مفسر بھی۔ ایک روز ان کے وعظ میں حضرت مخدوم صاحبؒ بھی شریک تھے، اتفاق سے کسی شخص نے ان سے انگوٹھے چومنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ کتابوں میں تو یہ مسئلہ کہیں نظر نہیں آیا۔

(منقول از ماہ نامہ الحق، اکوڑہ خٹک: ص ۵۱، ۱۲ بابت ماہ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ مطابق ستمبر ۱۹۸۲ء، مضمون پروفیسر محمد اسلم صاحب، لاہور۔ تبصرہ بر کتاب ملفوظات معدن المعانی: مرتبہ زین بدر، عربی، مطبوعہ: مطبع اشرف الاخبار، بہار شریف ۱۸۸۲ء)

(ملخص، نماز مسنون: ص ۶۰-۲۵۸)

www.Ahlehaq.Com

www.AhleHaq.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کی تحقیق

انگوٹھے چومنے کے ثبوت میں جو روایتیں پیش کی جاتی ہیں وہ اصولی طور پر دو ہیں۔

روایت نمبر ۱: حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے جب مؤذن کا یہ قول سنا کہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو اس وقت انہوں نے

قَبَّلَ بَاطِنَ الْاَنْمُلَتَيْنِ السَّبَّاحَتَيْنِ وَمَسَحَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِيْ فَقَدْ حَلَّتْ شَفَاعَتِيْ

"اپنے کلمے کی انگلیوں کے باطنی حصوں کو چوما اور آنکھوں سے لگایا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے اس پیارے کی طرح کرے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔"

یہ روایت مسند فردوس دیلمی ؒ کے حوالے سے تذکرۃ الموضوعات: ص ۳۶ اور الموضوعات الکبیر: ص ۷۵ میں نقل کی گئی ہے۔ مفتی احمد یار خان صاحب نے مقاصد حسنہ کے حوالے سے جاء الحق: ص ۳۷۸ میں نقل کی

Www.Ahlehaq.com

ہے، (مذکورہ) ترجمہ بھی مفتی صاحب ہی کا ہے اور یہ روایت مولوی محمد عمر صاحب نے مقیاس حنفیت: ص ۶۰۲ میں بھی نقل کی ہے۔

روایت نمبرا کا جواب: حضرت علامہ محمد طاہر حنفیؒ لکھتے ہیں

وَلَا یَصِحُّ (تذکرۃ الموضوعات: ص ۳۶)

کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

ملا علی قاریؒ، علامہ سخاویؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں

لَا یَصِحُّ (موضوعات کبیر: ص ۷۵)

"یہ روایت صحیح نہیں ہے۔"

جب سرے سے یہ روایت ہی صحیح نہیں تو اس پر عمل کرنے کی کیسے گنجائش ہے؟ اور خود مفتی احمد یار خان صاحب نے حضرت امام سخاویؒ سے وَلَمْ یَصِحُّ نقل کر کے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

"یہ حدیث پایۂ صحت تک نہ پہنچی" (جاء الحق: ص ۳۷۸)

مولوی محمد عمر صاحب کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے تذکرۃ الموضوعات اور الموضوعات الکبیر سے حوالے تو نقل کیے ہیں لیکن لَا یَصِحُّ کا جملہ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں۔ تف ہے اس علمی خیانت اور بددیانتی پر۔

مفتی احمد یار خان کی اُپج:

مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ "صحیح نہ ہونے سے ضعیف ہونا لازم نہیں،

کیوں کہ صحیح کے بعد درجۂ حسن باقی ہے۔ لہٰذا اگر یہ حدیث حسن ہو تب بھی کافی ہے۔ (جاء الحق: ص ۳۸۲)

مگر مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی محدث جب مطلق لَا یَصِحُّ کہتا ہے تو اس کا مطلب اس کے بغیر اور کچھ نہیں ہوتا کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ اگر حدیث حسن ہوتی ہے تو اس کی تصریح کرتے ہیں، یہ حدیث حسن ہے یا لَیْسَ بِصَحِیْحٍ بَلْ حَسَنٌ وغیرہ سے اس کو تعبیر کرتے ہیں۔ مطلق لَا یَصِحُّ سے حَسَنٌ سمجھنا قلتِ فہم کا نتیجہ ہے۔

ایک وہم اور اس کا ازالہ:

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبرؓ تک صحیح ہو گیا تو عمل کے لیے یہی کافی ہے، کیوں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم پر میری اور میرے خلفائے راشدینؓ کی سنت لازم ہے۔ (موضوعات کبیر: ص ۷۵)

اور یہی دلیل مفتی احمد یار خان صاحب نے جاء الحق (ص ۳۸۲) میں اور مولوی محمد عمر صاحب نے مقیاس حنفیت (ص ۶۰۲) میں پیش کی ہے۔

لیکن یہ حضرت ملا علی قاریؒ کا وہم ہے، اس لیے کہ اگر واقعی یہ روایت حضرت ابو بکرؓ تک موقوف بھی صحیح ہوتی تب بھی حجت تھی، مگر حضرت ابو بکرؓ سے جو روایت منقول ہے وہ مرفوع ہے اور اس کی سند سرے سے صحیح ہی نہیں

www.Ahlehaq.com

ہے نہ یہ کہ مرفوع صحیح نہیں۔ پھر یہ کہنا کہ مرفوع صحیح نہیں ہے موقوف صحیح ہے اور عمل کے لیے کافی ہے، کیسے صحیح ہوا؟ باقی جن حضرات نے یہ کہا ہے کہ لَا یَصِحُّ رَفْعُهٗ یا لَا یَصِحُّ فِی الْمَرْفُوْع تو وہ ابن صالح وغیرہ بعض شیوخ کی موقوف روایات کے پیش نظر ہے۔ وہ اگر بالفرض صحیح بھی ہوں تب بھی موقوف ہونے کی وجہ سے حجت نہیں ہیں۔ جب کہ خصوصاً ابن صالح وغیرہ صحابی بھی نہیں ہیں۔ حضرت ملا علی قاری کا وہم کوئی نئی چیز نہیں۔

حضرت امام عبداللہ ابن المبارکؒ نے خوب کہا ہے:

وَمَنْ ذَا سَلِمَ مِنَ الْوَهْمِ (لسان المیزان: ج۱،ص۱۷)

"وہم سے کون بچ سکتا ہے؟"

اِلَّا مَنْ عَصِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ۔

ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی تحقیق:

مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، پھر بھی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف معتبر ہوتی ہے۔

(جاء الحق: ص ۳۸۳)

جواب: یہ بھی مفتی صاحب کی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ یہ کہہ دینا کہ فضائل اعمال میں ہر قسم کی حدیث غیر مشروط طور پر حجت ہوتی ہے، قطعاً غلط ہے۔ حضرت امام قاضی ابن العربی المالکیؒ (المتوفی ۵۴۳ھ) وغیرہ تو ضعیف

حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

لَا یَعْمَلُ بِہٖ مُطْلَقًا (القول البدیع: ص ۱۹۵)

''مطلقاً اس پر عمل صحیح نہیں ہے۔''

اور جو عمل کرتے ہیں وہ شرطیں لگاتے ہیں۔ چناں چہ حضرت امام ابن دقیق العیدؒ (المتوفی ۷۰۲ھ) لکھتے ہیں:

اَلْعَمَلُ بِالْحَدِیْثِ الضَّعِیْفِ مُقَیَّدٌ بِشُرُوْطٍ

(امام: ج ۲، ص ۱۷۱)

''ضعیف حدیث پر عمل کرنا چند شرطوں سے مقید ہے۔''

وہ شرطیں کیا ہیں؟ حضرت امام سخاویؒ (المتوفی ۹۰۲ھ) اپنے شیخ حضرت حافظ ابن حجرؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

اِنَّ شَرَائِطَ الْعَمَلِ بِالضَّعِیْفِ ثَلَاثَةٌ

اَلْاَوَّلُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَاَنْ یَّکُوْنَ الضَّعِیْفُ غَیْرَ شَدِیْدٍ فَیَخْرُجُ مِنْ اِنْفِرَادٍ مِنَ الْکَذَّابِیْنَ وَالْمُتَّھَمِیْنَ بِالْکِذْبِ وَمَنْ فُحِشَ غَلَطُہٗ

اَلثَّانِیْ اَنْ یَّکُوْنَ مُنْدَرِجًا تَحْتَ اَصْلٍ عَامٍ فَیَخْرُجُ مَا یُخْتَرَعُ بِحَیْثُ لَا یَکُوْنُ لَہٗ اَصْلٌ اَصْلًا

اَلثَّالِثُ اَنْ لَّا یَعْتَقِدَ عِنْدَ الْعَمَلِ بِہٖ ثُبُوْتَہٗ لِئَلَّا

www.Ahlehaq.com

يُنسَبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْهُ.

(القول البدیع ص ۱۹۵)

''ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی تین شرطیں ہیں۔

اول: جو تمام حضرات محدثینؒ میں متفق علیہ ہے کہ حدیث زیادہ ضعیف نہ ہو۔ لہٰذا جس حدیث میں کوئی کذاب (نہایت جھوٹا) یا متہم بالکذب (ہر بات میں جھوٹ بولنے والا) یا ایسا راوی منفرد ہو جو زیادہ غلطی کا شکار رہا ہو تو اس کی ضعیف حدیث معمول بہ نہ ہوگی۔

دوم: یہ کہ وہ عام قاعدے کے تحت درج ہو، اس سے وہ خارج ہوگئی جس کی کوئی اصل نہ ہو اور محض اختراع (اپنی طبیعت سے نئی بات پیدا) کی گئی ہو۔

سوم: عمل کرتے وقت یہ اعتقاد نہ کرلیا جائے کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، تا کہ آپ کی طرف ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے نہیں فرمائی۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اگر یہ شرطیں مفقود (موجود نہ) ہوں تو روایت ہرگز قابل عمل نہ ہوگی۔

آخری شرط تو خاص طور پر قابل لحاظ ہے، کیوں کہ جو چیز وثوق کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اس کو آپ کی طرف

منسوب کرنا اور پھر اس کو ثابت ماننا سنگین جرم ہے اور یہ درجۂ اول کی متواتر حدیث مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ (الحدیث) کے بظاہر خلاف ہے۔

حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ لکھتے ہیں کہ

وَاَمَّا الْعَمَلُ بِالضَّعِیْفِ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ فَدَعْوَی الْاِتِّفَاقِ فِیْهِ بَاطِلَةٌ نَعَمْ هُوَ مَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ لٰکِنَّهٗ مَشْرُوْطٌ بِاَنْ لَّا یَکُوْنَ الْحَدِیْثُ ضَعِیْفًا شَدِیْدَ الضُّعْفِ فَاِنْ کَانَ کَذٰلِکَ لَمْ یَقْبَلُ فِی الْفَضَائِلِ اَیْضًا ۔ (الآثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة: ص ۳۱۰)

''فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر بالاتفاق عمل کا دعویٰ کرنا باطل ہے۔ ہاں جمہور کا یہ مذہب ہے، مگر اس میں شرط یہ ہے کہ حدیث سخت ضعیف نہ ہو ورنہ فضائل اعمال میں بھی قابلِ قبول نہیں ہے۔''

احمد رضا خان کا بے ثبوت احادیث کے متعلق ارشاد:

افسوس ہے کہ مبتدعین (دین میں نئی بات ایجاد کرنے والے) حضرات ایسی حدیثوں کے اثبات کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ فوااسفا! خان صاحب بریلی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ

''حدیث ماننے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے کے لیے ثبوت چاہیے، بے ثبوت نسبت جائز نہیں۔'' (بلفظہٖ عرفان شریعت: حصہ سوم، ص ۲۷)

فضائل اعمال کی حدیث موضوع (من گھڑت) بھی نہ ہو۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگرچہ سابقہ شرطوں کے ساتھ فضائل اعمال میں عمل کرنا جائز اور مستحب ہے لیکن شرط یہ ہے کہ موضوع نہ ہو۔ اگر روایت موضوع ہوگی تو ہرگز قابل عمل نہ ہوگی۔ حافظ ابن دقیق العیدؒ لکھتے ہیں:

وَاِنْ کَانَ ضَعِیْفًا لَا یَدْخُلُ فِیْ حَیِّزِ الْمَوْضُوْعِ فَاِنْ اَحْدَثَ شِعَارًا فِی الدِّیْنِ مُنِعَ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ یُحْدِثْ فَهُوَ مَحَلُّ نَظَرٍ (احکام الاحکام: ج ۱، ص ۵۱)

''اگر ضعیف حدیث ہو بہ شرطے کہ وہ موضوع نہ ہو، تو اس پر عمل جائز ہے، لیکن اگر اس سے دین کے اندر کوئی شعار قایم اور پیدا ہوتا ہو تو اس سے بھی منع کیا جائے گا ورنہ اس پر غور کیا جائے گا۔''

لیجیے! یہاں ایک اور بات بھی حل ہوگئی، وہ یہ کہ ضعیف حدیث اس وقت قابل عمل ہوگی جب کہ موضوع اور جعلی نہ ہو اور ساتھ ہی وہ دین کا

شعار اور علامت نہ ٹھہرالی گئی ہو۔ اگر دین کی علامت یا شعار کا خطرہ ہو تو اس سے بھی منع کیا جائے گا اور اہل بدعت حضرات خیر سے ان چیزوں کو سنت اور حنفیت کا معیار قرار دیتے ہیں اور ان بدعات کو نہ کرنے والوں کو گستاخ اور وہابی کہتے ہیں اور ان کے خلاف ''مقیاس حنفیت'' جیسی کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں بھلا یہ ضعیف روایتیں کیوں کر حجت ہو سکتی ہیں؟

اور حضرت علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں:

یَجُوْزُ وَیُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ فِی الْفَضَائِلِ وَالتَّرْغِیْبِ وَالتَّرْھِیْبِ بِالْحَدِیْثِ الضَّعِیْفِ مَالَمْ یَکُنْ مَوْضُوْعًا (القول البدیع ص ۱۹۵)

''جائز اور مستحب ہے کہ فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے، مگر شرط یہ ہے کہ وہ موضوع اور جعلی نہ ہو۔

نیز لکھتے ہیں:

وَاَمَّا الْمَوْضُوْعُ فَلَا یَجُوْزُ الْعَمَلُ بِہٖ بِحَالٍ (ص ۱۹۶)

''بہر حال موضوع حدیث تو اس پر کسی حالت میں عمل جائز

نہیں ہے۔"

خلاصہ یہ نکلا کہ فضائل اعمال میں ہر ضعیف حدیث قابل عمل نہیں ہے بلکہ اس کے لیے حضرات محدثینؒ کے نزدیک چند شرطیں ہیں اور جو حدیث موضوع اور جعلی ہو اس پر کسی حالت اور کسی صورت میں عمل جائز نہیں ہے۔ نہ فضائل اعمال میں اور نہ ترغیب وترہیب وغیرہ میں۔

اب بہ قائمی ہوش وحواس سن لیجیے کہ انگلیاں چومنے کی تمام حدیثیں صرف ضعیف ہی نہیں ہیں بلکہ موضوع اور جعلی ہیں۔

چناں چہ حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں:

اَلْاَحَادِيْثُ الَّتِیْ رُوِيَتْ فِیْ تَقْبِيْلِ الْاَنَامِلِ وَجَعَلِهَا عَلَى الْعَيْنَيْنِ عِنْدَ سَمَاعِ اسْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُؤَذِّنِ فِیْ كَلِمَةِ الشَّهَادَةِ كُلُّهَا مَوْضُوْعَاتٌ. (تیسیر المقال للسیوطی بہ حوالہ عماد الدین: ص ۱۴۳)

"وہ حدیثیں جن میں مؤذن سے کلمۂ شہادت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننے کے وقت انگلیاں چومنے اور آنکھوں پر رکھنے کا ذکر آیا ہے وہ سب کی سب موضوع اور جعلی ہیں۔"

www.Ahlehaq.com

لیجیے اب تو قصہ ہی ختم ہو گیا۔ مفتی احمد یار خان صاحب کو یہ الفاظ دیکھ کر غور کرنا چاہیے کہ وہ لکھتے ہیں:

''الحمد للہ کہ اس اعتراض کے پرخچے اڑ گئے ہیں اور حق واضح ہو گیا'' (بلفظہ جاء الحق: ص ۳۸۴)

پرخچے کس کی دلیل کے اڑ گئے اور حق کس کی طرف سے واضح ہو گیا ہے؟ عیاں راچہ بیاں ع

ظلمت کے بھیانک ہاتھوں سے تنویر کا دامن چھوٹ چکا

حضرت امام سیوطیؒ کے کُلُّھَا مَوْضُوْعَاتٌ کے حوالے کے بعد یہ ضرورت تو نہیں کہ ہم کچھ اور عرض کریں مگر محض تکمیل فائدہ کے لیے حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روایت کا ذکر بھی کر دیتے ہیں۔ اسی مضمون کی روایت حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی منقول ہے، مگر اس کے الفاظ یہ ہیں:

ثُمَّ یُقَبِّلُ اِبْهَامَیْهِ۔ (الحدیث)

''پھر اپنے دونوں انگوٹھے چومے۔''

پہلی روایت میں انگوٹھوں کا ذکر نہیں بلکہ شہادت کی انگلیوں (اور ایک روایت میں ابہام (انگوٹھا) اور سباحہ (شہادت کی انگلی)) کا ذکر تھا اور وہ مفتی احمد یار خان صاحب وغیرہ کے باب یا سرخی (عنوان) کے مطابق نہ

تھی، مگر یہ روایت مطابق ہے۔ یہ روایت موضوعات کبیر: ص ۷۵ اور تذکرۃ الموضوعات ص ۳۶ وغیرہ میں ہے اور مفتی احمد یار خان صاحب نے مقاصد حسنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ (جاء الحق: ص ۳۷۸) اور مولوی محمد عمر صاحب نے طحطاوی: ص ۱۲۲ کے حوالے سے نقل کی ہے (مقیاس: ص ۶۰۱)، لیکن حضرت علامہ محمد طاہرؒ اور حضرت ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

> بِسَنَدٍ فِیْهِ مَجَاهِیْلُ مَعَ اِنْقِطَاعِهٖ الخ (تذکرہ: ص ۳۶ و موضوعات: ص ۷۵)
>
> ''اس کی سند میں کئی مجہول (نامعلوم) راوی ہیں، اور سند بھی منقطع ہے۔''

تو اس ضعیف روایت سے دین کیسے اخذ کیا جا سکتا ہے؟ حضرت امام بیہقیؒ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ:

> فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ قَوْمٌ مَجْهُوْلُوْنَ وَلَمْ یُکَلِّفْنَا اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْ نَّاْخُذَ دِیْنَنَا عَمَّنْ لَّا نَعْرِفُهٗ (کتاب القرآۃ: ص ۱۲۷)
>
> ''اس سند میں کئی راوی مجہول ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس کا مکلف نہیں ٹھہرایا کہ ہم اپنا دین مجہول راویوں سے اخذ کریں۔''

Www.Ahlehaq.com

بریلویوں کا انجیل برناباس پر اعتماد
اور
شریعت محمدی پر بد اعتمادی

مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں:

''صدرالافاضل مولائی مرشدی استاذی مولانا الحاج سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی دام ظلہم فرماتے ہیں کہ ولایت سے انجیل کا ایک بہت پرانا نسخہ بارآمد ہوا، جس کا نام انجیل برناباس ہے۔ آج کل وہ عام طور پر شائع ہے اور ہر زبان میں اس کے ترجمے کیے گئے ہیں۔ اس کے اکثر احکام اسلامی احکام سے ملتے جلتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے روح القدس (نور مصطفوی) کے دیکھنے کی تمنا کی تو وہ نور ان کے انگوٹھوں کے ناخنوں میں چمکایا گیا۔ انہوں نے فرط محبت سے ان ناخنوں کو چوما اور آنکھوں سے لگایا۔'' (جاء الحق: ص۳۷۹-۳۸۰)

مولوی محمد عمر صاحب نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور انجیل برناباس کا صفحہ بھی دیا ہے۔ (انجیل برناباس: ص۶۰) اور عبارت بھی نقل کی ہے جو اغلب ہے کہ انجیل برناباس کی ہی عبارت ہوگی۔ اس میں یہ بھی ہے کہ

www.Ahlehaq.com

''پس آدم علیہ السلام نے بہ منت یہ کہا کہ اے پروردگار! یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی۔''

(پھر آگے ہے)

''تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پدری محبت کے ساتھ بوسہ دیا اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا۔''

(مقیاس حنفیت، ص ۲۰۴)

اب اگر کوئی شخص انگوٹھے نہ چومے تو اس کی مرضی۔ یہ تو بقول مفتی احمد یار خان صاحب وغیرہ، قوی حدیثوں اور حضرات صوفیائے کرامؒ اور حضرات فقہاؒ سے ثابت ہے، بلکہ عیسائیوں سے بھی ثابت ہے اور انجیل برناباس کی بین شہادت ہے۔ سبحان اللہ تعالیٰ!

غیر مسلموں کی بات کو اپنی تائید میں پیش کرنا کوئی گناہ نہیں ہے، مگر سوال یہ ہے کہ اصل چیز کسی معقول طریقے سے اسلام سے بھی تو ثابت ہو؟ جب انگوٹھے چومنے کی سب حدیثیں ہی موضوع اور جعلی ہیں تو پھر اصل کیا اور اس کی تائید کیا؟ یوں معلوم ہوتا ہے کہ سابق زمانے میں عیسائیوں کی اقتدا کرتے ہوئے کسی نے اسی انجیل برناباس کو پیش نظر رکھ کر یہ جعلی حدیثیں بنا ڈالی ہیں اور یار لوگوں نے ان کو پلے باندھ لیا ہے اور دوسروں سے یوں تخاطب فرماتے ہیں کہ

www.Alahazrat.com

"ان شاء اللہ کراہت کے لیے صحیح حدیث تو کیا ضعیف بھی
نہ ملے گی۔ صرف یاروں کا اجتہاد اور عداوت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہے" (بلفظہ جاء الحق: ص ۳۸۴)

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ! مَعَاذَ اللّٰہِ تَعَالٰی، ثُمَّ مَعَاذَ اللّٰہِ تَعَالٰی دیکھا آپ نے اہل بدعت حضرات کو کہ دعوی کرتے وقت تو گاؤ زبان مگر ثبوت پیش کرتے وقت ریشہ خطمی؟؟؟

مفتی صاحب کو اس کا علم ہونا چاہیے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز کو ترک کرنا بھی سنت ہے اور آپ کا عدم فعل بھی حضرات فقہائے کرامؒ کے نزدیک کراہت کی دلیل ہے اور یہ صرف یاروں کا اجتہاد نہیں بلکہ ان کے پاس سو فیصدی محدثینؒ کا طے شدہ قاعدہ ہے کہ جعلی اور موضوع احادیث قابل عمل نہیں ہے۔

مفتی صاحب ہی فرمائیں کہ کیا جعلی اور موضوع حدیث کو تسلیم کرنے اور اس کی ترویج سے عداوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے یا جعلی حدیث کے انکار سے؟

اس کا جواب مفتی صاحب پر موقوف ہے، جیسا مناسب سمجھیں ارشاد فرمائیں(۱)۔ (ملخصا راہ سنت: ص ۲۳۵-۲۳۹)

(۱) آج تک اس کا جواب احمد یار خان اور پوری ملت احمد رضا خان پر واجب ہے لیکن تا حال اس کا جواب نہیں دے سکے۔ (شریفی)

www.Ahlehaq.com

خاتمہ

وصیت حضرت مجدد الف ثانیؒ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اس مسئلے کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی وصیت پر ختم کیا ہے تبرکاً ہم بھی اسی پر ختم کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

واں راہ دیگر بہ زعم فقیر التزام متابعت سنت سنیہ است علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واجتناب از اسم ورسم بدعت ..... تا از بدعت حسنہ در رنگ بدعت سیئہ احتراز نماید بوئے ازیں دولت بہ مشام جان او نرسد وایں معنی امروز متعسر است کہ عالم در دریائے بدعت غرق گشتہ است وبہ ظلمات بدعت آرام گرفتہ، کرا مجال است کہ دم از رفع بدعت زند، وبہ احیائے سنت لب کشاید۔

اکثر علما ایں وقت رواج دہندہائے بدعت اند ومحو کنندہائے سنت۔ بدعت ہائے پہن شدہ را تعامل خلق دانستہ بہ جواز بلکہ بہ استحسان آں فتوی می دہند ومردم را بہ بدعت دلالت می نمایند۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم، مکتوب ۵۴)

”وصول الی اللہ کا دوسرا راستہ (جو ولایت سے بھی قریب تر ہے) اس

فقیر (حضرت مجددؒ) کے نزدیک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنا اور بدعت کے نام و رسم سے بھی اجتناب کرنا ہے۔ آدمی جب تک بدعت سیئہ کی طرح بدعت حسنہ سے بھی پرہیز نہ کرے اس دولت کی بو بھی اس کے مشام جان تک نہیں پہنچ سکتی اور یہ بات آج کل از بس دشوار ہے، کیوں کہ جہاں کا جہاں دریائے بدعت میں ڈوبا ہوا اور بدعت کی تاریکیوں میں آرام پکڑے ہوئے ہے۔ کس کی مجال ہے کہ بدعت کی مخالفت کا دم مارے؟ یا کسی سنت کو زندہ کرنے میں لب کشائی کرے۔

اس دور کے اکثر علما بدعات کو رواج دینے والے اور سنت کو مٹانے والے ہیں۔ جو بدعتیں چاروں طرف پھیل گئی ہیں ان کو مخلوق کا تعامل سمجھ کر ان کے جواز بلکہ استحسان (پسندیدگی) کا فتویٰ دیتے ہیں اور بدعات کی طرف لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں"

حق تعالیٰ شانہ تمام مسلمانوں کو حضرت مجددؒ کی اس وصیت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

www.Ahlehaq.Com

☆ درود شریف جیسی عظیم عبادت کے ساتھ خرافات
☆ تاریخ میلاد کا موجد اور مروج کے حالات وعقائد
☆ تاریخ میلاد پر رقص و سرور کی محافل
☆ پہلی مرتبہ میلاد النبی منانے والا غیر مقلد تھا۔
☆ اس کے بارے میں احناف کے فتاوے
☆ اہل بدعت کا ترجمہ قرآن وتفاسیر میں تحریفات

اور اس جیسی دیگر معلومات کے لیے ایک جامع کتاب

کیا صلوٰۃ وسلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟

کا مطالعہ فرمائیں۔

اس کتاب کے بارے میں ''نقطۂ نظر - اسلام آباد'' کا تبصرہ ہے:

''جناب نعمان محمد امین نے تاریخ کے اوراق پلٹ کر دکھانے کی کوشش کی ہے کہ اذان کے بعد اور اس سے پہلے بلند آواز کے ساتھ درود وسلام کب سے پڑھنے کا آغاز ہوا؟ مجلس میلاد کا بانی کون تھا؟ اور وقت کے ساتھ میلاد النبی منانے کے کیا کیا انداز رہے ہیں۔ ان کے مطالعے سے حاصل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل خیر القرون سے جو کچھ ثابت ہے وہی دین ہے اور ان کی مخالفت کرنا بے دینی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے حنفی فقہاء کے اقوال اور فتاویٰ سے بھی استشہاد کیا ہے۔'' (ص ۱۷۹، بابت اکتوبر ۲۰۰۸ء تا مارچ ۲۰۰۹ء)

Www.Ahlehaq.Com

حامیٔ بدعت ماحیٔ سنت
''اعلےٰ حضرت احمد رضا بریلوی'' کا فتویٰ

اذان میں وقت استماع نام پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انگوٹھوں کے ناخن چومنا آنکھوں پر رکھنا کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں۔ جو کچھ اس میں روایت کیا جاتا ہے کلام سے خالی نہیں جو اس کے لیے ایسا ثبوت مانے یا اسے مسنون و مؤکدہ جانے یا نفسِ ترک کو باعث زَجر و ملامت کہے وہ بے شک غلطی پر ہے۔

(ابر المقال فی استحسان قبلۃ الاجلال)

Www.Ahlehaq.Com